

# مولانا ابو الحسن علی صاحب مددوی

## بیوی کی تصنیفات

- |                                   |            |                                |             |
|-----------------------------------|------------|--------------------------------|-------------|
| (۱) سیرت سید احمد شہید            | ۰/۳۰       | (۱۴۵) نیاطوفان                 | ۲/۰         |
| (۲) مسلمانوں کے عزیز و زرداری اثر | ۰/۵        | (۱۴۶) تاریخ دعوت و عزیزیت اول  | ۱/۰         |
| (۳) ہندستانی مسلمان               | ۰/۵۰       | (۱۴۷) - - - دفعہ               | ۳/۵۰        |
| (۴) مولانا محمد ایاس صاحب اور     | ۰/۰        | (۱۴۸) قاویانیت                 | ۰/۰         |
| ان کی دعوت                        | ۰/۵۰       | (۱۴۹) مذکورہ مولانا فضل الرحمن | ۰/۵۰        |
| (۵) مذہب و تکون                   | ۱/۵۰       | (۱۵۰)                          |             |
| (۶) دوہفتہ ترکی میں               | ۱/۵۰       | (۱۵۱) مرد خدا کا یقین          | ۰/۱۹        |
| (۷) شرق اور مطہری کیادیکھا        | ۱/۵۰       | (۱۵۲) اخلاقی گروٹ              | ۰/۱۵        |
| (۸) مکاتیب مولانا محمد ایاس       | ۰/۲۵       | (۱۵۳) ہندستانی سماج            | ۰/۱۵        |
| (۹) مقام انسانیت                  | ۰/۶۲       | (۱۵۴) روشنی کا بینار           | ۰/۱۲        |
| (۱۰) پیام انسانیت (پاکستانی)      | ۰/۰        | (۱۵۵) مذہب یا تہذیب            | ۰/۱۲        |
| (۱۱) دعائیں (بڑی سائز)            | ۰/۵۰       | (۱۵۶) مسلمانوں پر ایک نظر      | ۰/۱۲        |
| (۱۲) ایک ایم دینی دعوت            | ۰/۳۰       | (۱۵۷) نیاخون                   | ۰/۱۲        |
| (۱۳) سیرت محمدی کا پیغام          | ۰/۳۰       | (۱۵۸) آنکھوں کی سویاں          | ۰/۱۲        |
| (۱۴) طالبان علم نبوت کا مقام، ہبہ | ۰/۳۰       | (۱۵۹) صورت و حقیقت             | ۰/۱۲        |
| (۱۵) نشان راہ                     | ۰/۳۰       | (۱۶۰) انسان کی تلاش            | ۰/۱۳        |
| <u>ملف</u>                        | <u>۰/۶</u> | <u>(۱۶۱) دنیا کی سالگرہ</u>    | <u>۰/۳۰</u> |

مکتبہ اسلام، ۳، گوئی سرود۔ لکھنؤ

محمد شافعی نے تحریر پس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان، ۳، گوئی سرود۔ لکھنؤ سے شا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اوْرَانَدُکِ رَضَامَنْدِی سَبِیْجَیْ چِیْجَیْ

# رِصْوَان

مُسْنَاتِ خَواَتِیْنَ كَارِبَنِ تَرْجِیْمَ

سُبْرَہ

ذِفْرَلَہِ حَنَادِیْهِ رِصْوَانِ الْحَسَنِ

**رِصْوَانِ الْحَسَنِ**

انسانی دین اپار

مُسلَّا نوں کے عروج و زوال کا اثر  
مولانا بی بوس میں قیمت للعمر

زادِ سفر عکس  
زندگی میں دوستی  
صلحیات

دُوستی  
مُسْنَاتِ خَواَتِیْنَ کَارِبَنِ تَرْجِیْمَ  
مُولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کا درجہ بندی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

مُقَامِ اِنَّا  
از  
مولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

مُعَالِمَات  
خُلُقِ اِنَّا  
از  
مولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

تَعْلِیمِ الْاِلَام  
مولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

حُجَّت  
بِرَّ الْاِیَّان  
مولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

بَابِ کَرْم  
از  
مولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

نَفِیْدَ بَابِ حَتَّ  
بَچَوْلَ کی قصصِ الْاِنْبَا  
از  
مولانا بی بوس میں بیوی  
زندگی کی کوئی نیت  
زندگی کی کوئی نیت

فَصِرَّہِ سَلَّمَتِ  
مَكَتبَہِ اِسْلَامِ کوئنْ وَ دَلْکَھَنَؤْ

مَكَتبَہِ اِسْلَامِ کوئنْ وَ دَلْکَھَنَؤْ

ستمبر ۱۹۶۱ء ربيع الاول ۱۳۸۰ھ

مدیر مکتبہ کے ہنئے معاون

محمد شاہی حسني مرتقب مصناہ میں امۃ اللہ تسلیم

۲	مدیر مکتبہ مولانا محمد منظور فتحانی	اپنی بہنو سے قرآن کا پیام	(۱)
۹	محمد شاہی حسني	ارشادات رسول	(۲)
۱۱	خطبہ سلسلہ	حجاج کرام کی خدمت میں (نظم)	(۳)
۱۲	شارفاطر	قابل نقلیہ بی بیاں	(۴)
۱۴	ولیۃ نکحت	رحمتِ زندگی	(۵)
۲۰	روشن اختر	وہی تعلیم سے گزرا	(۶)
۲۳	امۃ اللہ تسلیم	روغناہ اطہر کے سامنے (سلام)	(۷)
۲۵	امم جیلہ	ایک خاتون کا ایمان افروز واقعہ	(۸)
۳۰	سیدہ خانوں	ایک عجیب واقعہ	(۹)
۳۴	امۃ العزیز	اے صاحبِ عرش بریں (مناجا)	(۱۰)
۳۳	(ما خود)	یہ فرنگی تہذیب	(۱۱)
۳۶	حضرت مولانا اشرف علی صاحب	مکتبہ کی رسم	(۱۲)
۳۸	ع - خیری	گھر یو شکلے	(۱۳)

### سالانہ چندہ

ہندستان کے لئے تین روپے، پاکستان کے لئے بیس روپے، قیمت فلپائن میں نئے پیسے ۱۵

پاکستان میں ارسال زد کا پیسہ

ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات مسئلہ خیر الدارس ملکان (مسری بی پاکستان)

مقام اشاعت

وقریباً نامہ "رضوان" ۳۷ گوں روڈ - لکھنؤ

آتے ہیں اور ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اپھا اور آگے قدم بڑھائیے۔ ہر چوراہے پر اگر نہیں تو تھوڑے  
تھوڑے فاسلے پر سینا ہاوس نظر آئیں گے، ان پر قد آدم ایسی تصویریں  
دکھانی دیں گی، جن کو دیکھ کر شریف اور حجاء اور آنکھیں جھک جاتی ہیں  
لیکن عام طور پر مرد و خورت، بوڑھے اور پنچھے صرف ان تصویروں کو نہیں  
دیکھتے، ان ناموں کو نہیں پڑھتے بلکہ ان سینا ہاؤں میں جاتے ہیں اور پھوٹے  
بڑے مل کر ان عریاں تصویروں کو چلتا پھرتا دیکھتے ہیں، ان کے گانے سنتے  
ہیں اور ہر طرح کے ناپ دیکھتے ہیں اور ہر ایسے عمل کو دیکھتے ہیں جن کو دیکھنا  
ایک بایحا اور شریف آنکھ کے لئے رو انہیں۔

اچھا اب آپ کیس نہ جائیے، اپنے گھر سے مطلب رکھئے، لیکن ان گانوں کا  
کیا کچھ گلا جن میں لاڈا پیکر دل کے ذریعہ ریڈیو کے ذریعہ گندے گانوں  
اور نماحرم آزادوں کی میغارد ہوتی رہتی ہے اور سونے جانے ان سے  
درستہ ہوتا ہے، آپ رسالے خود نہ لائیے مگر آپ کا بھائی یا کوئی غربی کار آپ کو  
دوے دیتا ہے ما آپ کی میز پر رکھ جاتا ہے آپ کہاں تک بچے گا۔ اور یہ تو  
دور کی بات ہے آج اس طرح کی کتنا بیس اور رسالے خود گھر کے بڑوں کے  
باخھوں گھر میں پہنچ رہتے ہیں، اور گھر بیٹھے اخلاق و حیا پر دار کیا جا رہا  
ہے، ایسی صورت حال میں ہم کو اور آپ کو کیا کرنا چاہیے۔

ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم اس پر راضی ہو جائیں اور اپنے زندہ احسانات  
جنذبات کو بھی ختم کر دیں اور ایک بیس افسان کی زندگی گزارنے لگیں اور



## اپنی بھنوں سے!

اپ اپنے شہر کے کسی ایسے بُک اسٹال پر جائیے جہاں رسالے اور ماہنگ  
برچے بکتے ہیں، ان پر ایک نظر ڈالئے، ان کے نام پڑھئے، ان کے  
ڈائش دیکھئے، ان کے صفحات اُلٹ پلٹ کر پڑھئے تو یہ حقیقت آپ پر  
پوری طرح واضح ہو جائے گی کہ یہ رسالے اخلاق و حجاء اور پاک دل منی کے لئے  
نیم قاتل سے کم نہیں، اگر آپ کا ضمیر جاگ رہا ہے، آپ کے دل میں اخلاق  
و ہمان کی قندیل روشن ہے، آپ جہاد پاک دل منی کے داعی ہیں تو آپ کی آنکھیں  
روئیں گی، آپ کا دل اُداس ہو جائے گا۔ آپ یہ با محل نہ چاہیں گے کہ یہ اخلاق شکن  
رسالے آپ کے گھر میں جاؤں اور ... خود میں ان رسالوں کو پڑھیں، آپ کے  
پچھے اور پچھاں آنام سے یہٹ کر ان رسالوں کی نیم عریاں تصویروں کو دیکھیں،  
ان کے مضامین اور عریاں افسانے پڑھیں اور اپنے معصوم اور پاک  
احسانات کو مجرور کریں اور اپنے دماغوں میں ایسے کڑوے خیالات کو جگہ  
دیں جو آگے چل کر ان کے لئے راد روی کا سبب نہیں۔

لیکن آج ان رسالوں اور کتابوں سے دکانیں پتی پڑی ہیں اور ان پر  
ہر گھر کے لوگوں کا ہجوم رہتا ہے، خوید کر اور کرایہ پرے کر دہ اپنے گھر

تو نی پھوٹی کوشش کرتا رہتا ہے، ہر اس گھرانے میں پہنچے جہاں  
بے دینی اور بداعلائی کی فضاضیدا کرنے والے رسالے اپنی جگہ بنائے  
ہیں۔ احمد شدراں حضرات کی کوشش ایک حد تک کامیاب رہو رہی ہے  
اور ”رضوان“ اپنی جگہ بنائے ہے۔ انہم نمونا ایک خط نقل کرتے ہیں جو سعدی  
عرب کے ایک علاقوں خلران سے آیا ہے۔ اس کو پڑھئے اور خود اپنی کوششوں کی  
جاڑیہ پڑھئے اور ابھی تک آپ نے اگر کوئی قدم نہیں ؟ لٹھایا ہے تو  
خود پڑھئے۔

### اللکرم مدیر ماہنامہ رضوان

السلام علیکم ..... افاخت ماہنامہ رضوان یوں تو محمد اللہ اپنے اندر بہت  
بے چین ہیں، خواہ وہ بداعلائی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ پھیل رہی ہوئی  
زیادہ نمائی رکھتا ہے لیکن اس کا یہ فائدہ کہ جن گھروں میں اشد تعالیٰ کا ذکر  
کھیل نماشوں اور جلوسوں کے ذریعہ وہ ہاتھ پیر مارتے رہتے ہیں اور  
اخلاق و ضمیر کے پھیلانے میں اپنی کوشش صرف کرتے رہتے ہیں۔  
اہم کو اس ہمہ گیر سیلاں اور اس پر اسلام پسند طفقوں کی بے چینی کا صحیح  
اندازہ ”رضوان“ کی اشاعت سے ہے۔ ہمارے پاس صرف ہندستان کے نہیں  
ہندستان سے باہر درسے ملکوں سے ایسے خطوط آتے رہتے ہیں، جن سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اس سیلاں سے مسلمان قوم کے زندہ ضمیر کھنے والے افراد  
لکھنے بے چین ہیں اور اسی وجہ سے وہ رضوان کی اشاعت میں پڑھ چڑھ کر  
حصہ لے رہے ہیں اور ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ ”رضوان“ جو اس دور  
نے باوجود اپنی کوتاریوں اور غلطیوں کے اخلاق و دین کا رجحان ہے اور  
خواتین میں اسلامی جذبہ دینی علم کا شوق اور اخلاق و حیا کے بیچ بونے کی

جو ہم کر سکتے ہیں وہ بھی نہ کریں اور آنے والی تباہی کے لئے تیار رہیں۔  
یہ کردار ایسی جاہدت اور قوم کا نہیں ہے جو زندہ ضمیر کھنے والی ہو۔  
جن کے نزدیک پیسے سے زیادہ اخلاق، دین سے زیادہ دین اور علیش و تنغم  
سے زیادہ فکر آخذ و قیمع اور سیمیتی ہے اللہ کا شکر ہے کہ مسلمان قوم ابھی تک  
اس بے حسی کی منزل تک نہیں پہنچی ہے بلکہ اس کے اندر اخلاق و کردار، فکر  
آہنگ کا سرمایہ موجود ہے، اس میں ایسے حواس اور بیدار ضمیر کے افراد موجود  
ہیں جو ادنیٰ سی بداعلائی اور بے دینی دیکھنا پسند نہیں کر سکتے اور جو اس  
بداعلائی اور بے دینی اور آزادی کے پڑھتے ہوئے سیلاں سے

بے چین ہیں، خواہ وہ بداعلائی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ پھیل رہی ہوئی  
کھیل نماشوں اور جلوسوں کے ذریعہ وہ ہاتھ پیر مارتے رہتے ہیں اور  
اخلاق و ضمیر کے پھیلانے میں اپنی کوشش صرف کرتے رہتے ہیں۔  
”رضوان“ کی اشاعت سے ہے۔ ہمارے پاس صرف ہندستان کے نہیں  
مکتبہ مدرسے ملکوں سے ایسے خطوط آتے رہتے ہیں، جن سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اس سیلاں سے مسلمان قوم کے زندہ ضمیر کھنے والے افراد  
لکھنے بے چین ہیں اور اسی وجہ سے وہ رضوان کی اشاعت میں پڑھ چڑھ کر  
حصہ لے رہے ہیں اور ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ ”رضوان“ جو اس دور  
نے باوجود اپنی کوتاریوں اور غلطیوں کے اخلاق و دین کا رجحان ہے اور  
خواتین میں اسلامی جذبہ دینی علم کا شوق اور اخلاق و حیا کے بیچ بونے کی

# قرآن کا پیام

مولانا محمد منظوم نعmani

ملا قصر خدا للنّاس ولا تعيش في الأرض مرحًا انَّ اللَّه  
لا يحب كُلَّ عَذَالٍ فِيْ خُودِ وَا قَصْدٌ فِيْ مَشَائِ وَاغْضَضَ مِنْ صَوْتِكَ  
اَنْ اَنْكِرَ الاصوات لصوت الحميده (لقمان ۲۷)

اور اپنے سکال نہ پھلانے کوں کے لئے (یعنی ان کے ساتھ غرور کے ساتھ پیش نہ آؤ)  
اقدار میں پر اتر اتا ہوا اور داکڑ کے نہ پل، اشد تعالیٰ کسی مکابرہ اور غرور کو پسند نہیں کرتا تو  
اپنی اوقاتا میں اخذ والی پیدا کر اور اپنی آزاد نجیبی رکھد (یعنی متکبروں کی طرح گرج کر  
تہ بولا کر) آزادوں میں سب سے عربی کہ جھوں کی آزاد ہے

بلا شر ان آئتوں میں قاضع کا نہایت ہی جامع اور ڈرامی موثر درس ہو گھل  
ہم کرنیں پا رہے ہیں ہم آپ سے اس خط کے دامن سے گزارش کریں گے کہ آپ اپنے پیغام  
خاتما پر اس دخوت کو پھیلائیں رضوان "کی اشاعت میں اپنے قدم آگے بڑھاں۔  
آن خوشیں ہم اپنے ان بیغی بزرگوں، دوستوں اور بھنوں کا تیر دل سے ٹکرایہ ادا  
کر لے ہیں جنہوں نے رضوان کو پھیلانے میں بڑا حصہ لیا اور وہ برآپ کو شمشش  
کرتے رہتے ہیں۔ افسر تعالیٰ ان کو جزوں کے خیر سے اور ان کی ہمت اور دین  
سے نعلق کو اور بڑھانے۔

قرآن مجید میں آپ کی ذات پاک کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے:-

وَ اخْفَصْ، جَنَاحَكَ لِلْعَوْنَانِ (بَحْرَعَ)، اور اپنے بادو نیچے کرد  
ایوان دا لے بندوں کے لئے (یعنی ان کے ساتھ قاضع کا بتاؤ کرد۔)

اُس پر چکر کا آندرہ جاذبی رکھیں، احمد شریح کچھ اجابت اس بات پر راضی ہو جائے ہے۔  
پیر فی آپ سے گزارش ہے کہ آپ کبھی کھلی لاک ششمہاری فتحل میں ترخیکے  
طور پر دینی کتب، رسائل وغیرہ کے مطالعے کے نمائے اور ان کی اہمیت چھاپا کر اس  
حالگر جذبات قائم رہیں اور آج کل یہ دیکھا جا رہا ہے کہ نوجوانوں کی اکثر  
یہ دنیا کی محنت کے لئے کوئی محنت درکار نہیں ہے یہ خود بخود خلوب ہیں  
راجح ہوتی بارہی ہے لیکن خلک آخرت کے لئے بہت محنت اور بار بار یادوں میں

کی ضرورت ہے۔ و السلام۔ عبد الرؤوف۔ البجز، العربیۃ السُّوَدَیِّ، ۱/۲، ۲/۳  
اویفہ، ملایا، فجی، آرلینڈ سے بھی ایسے جذبات رکھنے والے حضرات کے خطوط آئے  
ہیں۔ ہم کو اپنے خوشی بھی سے اور احساسِ نہامت بھی۔ خوشی اس بات کی کہ اشد تعالیٰ نے  
رضوان کی سیخون آواز کو دور دور پہنچا دیا۔ احساسِ نہامت اس کا کہ ہم کو جو کرنا چاہیے  
ہم کرنیں پا رہے ہیں ہم آپ سے اس خط کے دامن سے گزارش کریں گے کہ آپ اپنے پیغام

آن خوشیں کو پھیلائیں رضوان "کی اشاعت میں اپنے قدم آگے بڑھاں۔  
کرتے ہیں جنہوں نے رضوان کو پھیلانے میں بڑا حصہ لیا اور وہ برآپ کو شمشش  
کرتے رہتے ہیں۔ افسر تعالیٰ ان کو جزوں کے خیر سے اور ان کی ہمت اور دین  
سے نعلق کو اور بڑھانے۔

بھائیوں اور بھنوں کے تعاون سے "رضوان" اپنے قدم آگے بڑھاتا  
رہے گا اور بھتر سے بھتر خدمت انجام دے سکے گا۔ اور یہ سب اسی وقت بکھی  
جب تک خدا کا فضل شامل حال رہے گا۔

# ادشادِ رسول

محمد شافعی حسني

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لما  
عرج بی مردت بقوم لهم اظفاد من خاس بخشون وجوههم  
و خردودهم فقلت من هؤلاء يا جبریل قال هؤلاء الذين يأكلون لحوم  
الناس ويتعرون في اعراضهم (ابوداؤ)

حضرطفس بن مالک رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے مراجع ہوئی تو سرکار کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے  
باixن سرخ نابنے کے تھے جن سے وہ اپنے پھردوں اور سینوں کو نوچ نوچ کئے زخمی  
کر رہے تھے، میں نے بھریل سے پوچھا کہ کون لوگ ہیں ؟ بھریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں  
جو (زندگی میں) لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے دیسی غیرت کیا کرتے تھے  
اوہ ان کی آبردؤں سے کھلتے تھے۔

لکھنی سخت سزا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان گھنگار بندوں کے لئے رکھی ہے  
جودینا کی زندگی میں یا کہ دوسرے کی غیرت اور زبان درازی کرنے رہتے ہیں اور سرو  
کے پتھر پیچھے ان کو را بھلا کہہ دینا اور ان کی بُرا نی میں زبان ہلا دینا ہے تو بہت کسان  
اور اسیں مرا بھی آتا ہے لیکن جب مرنے کے بعد اس سخت ترین سزا کا تصور آتا ہے  
 تو وہ نگنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل مل اٹھتا ہے۔ اے کاش اس سزا کو لفتنی  
جان کراس بھوٹے مرنے کی زبان درازی اور غیرت کی قورہ کی جاتی، دوسروں کی

دوسری بھگدار شاد فرمایا گیا ہے:-  
وَ أَخْفَضْ جَنَاحَكَ لِمَنْ اتَّبَعَهُ مِنَ الْمُوْمِنِينَ (الشراعع)  
اور بھگدار اپنے بازوں اہل ایمان کے لئے بخوبی نے آپ کی سرپری  
اختیار کی ہے۔

ان دو قول آیتیوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تو واضح اور قرودتی ان ہی بندوں کا  
حق ہے جو صاحب ایمان ہوں۔ ان کے علاوہ جو لوگ ایمان سے  
محروم اور کفر و شرک کی گندگیوں میں مبتلا ہیں، اگر وہ ہمارے خلاف  
درسرپکار اور درپے آذار نہیں ہیں تو ان کے ساتھ رداداری اور حُسْنِ اخلاق  
اور حسب موقع احسان و ترجمہ کا معاملہ کیا جائے (جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا  
... حکم دیا گیا ہے لیکن کفر و شرک کی وجہ سے وہ تو واضح کے مستحق نہیں  
ہیں، ان کے ساتھ تو واضح سے پیش آن اختراء میانی کے خلاف ہے اس لئے قرآن مجید  
میں تو واضح کا حکم صرف اہل ایمان کے لئے دیا گیا ہے۔

أَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مِنْ كَانَ فِتْنَةً لِّأَخْوَهُ رَسَاءَعَ، يَقِنُّا اللَّهُ تَعَالَى إِيَّهُ أَدَمَى كُوْنِدَ

ہمیں کرتا جو حکمر و مغرو راو را بینی بڑائی ظاہر کرنے والا ہو۔

یا کہ اور جب فرمایا گیا ہے کہ جنت اہل ہی بندوں کا لگھبینے کی جودینا میں بلند و بالا  
ہونے کے خداہش مندانہ ہوں اور ان کا مزاوج تک رسیدنہ ہوتا تک الداد الآخرة  
لیصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہما فی الادن و لا فساد اور

رہنے کا وہ آخرتی لگھر (یعنی جنت)، تم اس کو کر دیں گے ان بندوں کے لئے  
جو نہیں چاہئے دینا میں اونچا بننا اور فساد کرنا۔ (قرآن کیا کہتا ہے،

# حجاج کرام کی میت دمین

(اذ عطیۃ السلام بیگم (ادیب ماہر علیگ) بہوپال)

گے کے وہ انوار مدینہ کی وہ بہار  
هر شے سے کوہ طور کا جلوہ ہوا شکار  
وہ زمزہم و وہ کعبہ و وہ مسجد حرم  
تباه گئی ہو گا۔ آگ سے پتے ہوئے تائیں کے ناخن اور پھر اپنے ہی  
میدان حجج میں جا بجا خیے لگے ہوئے  
شاہ و گدرا ہیں اس جگہ بآکیاس میں  
کیا منعم و غریب کیا در دش و تاجدار  
ڈوبے ہوئے شاطیں ہر لیل ہر رجاء  
تو حید باز گشست میں کھسار کی پکار  
جیسے ذمیں پا گیا ہونگش کر دگار  
اب تک رہی ہے آپ کو اک لذت خمار  
نطیخ خدا کا ہتا ہوا ایک آبقار  
حیثیت کی ایک شان اور اسلام کا وقار  
سر پرچھ و وہ بخاد وہ پاکیزہ صورتیں  
دیکھیں سے جن کے آتی ہو ایمان میں زگی  
ہوتا ہو جن کو دیکھ کے جرمیں کا گماں  
کیا پیر کیا جوان کیا صنوار کیا کبار  
ہم نے بھلا دیا ہے جسے وہ اکی دگار  
قائم ابھی ہیں دُور بُنیٰ کے طریق پر  
ان برکتوں سے آئے ہوئے اپنے طن میں آپ  
یہ ہار ہیں دلیل کو تم بھیت میں رہے  
پہنار ہے ہیں ہار کہ ہم مانتے ہیں ہار  
پر در دگار لاج ہماری بھی پکھڑ رہے  
صدقة میں ان کے کیجیے ہم کو نہ شرمدار

غیرت کرنا اور دوسروں کی نعمت و آبرد کے ساتھ کھیلا جانا، آج عام بات ہو گئی ہے  
ہر مجلس میں ایک دوسرے پر کچھ اچھائی جاتی ہے طرح طرح کے نام وہم  
ہیں، ال زام تراشے جاتے ہیں، ان کی غلطیوں اور عیبوں کو اچھا لاجاتا ہے اور  
یہ ہمیں سوچا جاتا کہ ہماری یہ حرکتیں ایک نہ ایک دن رنگ نہ لائیں۔ آج  
ہم کو ان باتوں میں لطف آ رہا ہے لیکن ان کا انجام کتنا اندھہ ناک اور  
ہم بڑی باتوں سے روکنا چاہیے اور ایک دوسرے کی نعمت و آبرد کی  
حافظت کرنی چاہیے تاکہ عذاب کا تصویر کر کے اپنی زبان کو  
خورتیں ہوں یا مرد، ہر ایک کو اس عذاب کا تصویر کر کے اپنی زبان کو  
ان بڑی باتوں سے روکنا چاہیے اور ایک دوسرے کی نعمت و آبرد کی  
خواضیت کرنی چاہیے تاکہ عذاب کے بجائے ثواب کا مستحق ہو جائے  
غیرت، چیلی، سخت کلامی، گالی گلوچ، ال زام تراشی اور ان حصے  
ہم بے زبان کے گناہوں کا یہی حال ہے ان سب کا ویتجہ خراب ہوتا ہے  
اور ان سب کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ترین الفاظ ارشاد  
فرمائے ہیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو ان گندے اوصاف سے بچنا چاہیے،  
خصوصاً عورتوں کی مجلس ان باتوں سے اکثر گرم رہا کرتی ہے۔ اگر ان کے  
سامنے ان کی بڑائی بیان کی جائے اور غیرت وال زام تراشی کے خراب نتائج  
منا کے جائیں تو ایمان والی بیباں کبھی بھی ان آسودگیوں میں نہ ٹپیں گی اور  
ان کی مجلسیں بجائے غیرت و خیر کے خدا کے ذکر اور علم دین کے شوق میں  
گزار کپیں گی۔

شارفاطمہ

# قابل تعلیم دیدان

حضور سرور کائنات نے جس طرح صحابی مردوں کی تربیت کی، اسی طرح صحابی بی بیوں کی تعلیم و تربیت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی پاکباز خواتین پیدا ہوئیں، جن کی نقلیہ ہم کو آپ کو پارس بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

حضرت انس کی والدہ حضرت ام سلیم کے دوسرے شوہر  
صبر و ہمت کی پیکر حضرت انس کی والدہ حضرت ام سلیم کے دوسرے شوہر سے ایک صاحزادے حضرت ابو عییر تھے۔ ان کے شوہر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ابو عییر کا انتقال ہو گیا۔ ام سلیم نے ان کو نہلا کیا، کھنایا، اور چار پانی پر لٹا دیا۔ شام کو ابو طلحہ آئے ان سے بالکل ذکر نہ کیا۔ جب خود ابو طلحہ نے بچہ کا حامل پوچھا تو جواب دیا کہ اب بالکل سکون ہے۔ صحیح کو وہ اٹھنے تو ان سے عبردالی بی بی نے کہا، اگر کوئی شخص کسی کو کوئی پھر زنا بیادے پھرا سکو تو وہ اپس لینا پاہے تو وہ اپس کرتا چاہئے یا روکنے لگے بالکل داپس کرنا چاہئے، روکنے کا کوئی عنہیں۔ یہ سُن کر ام سلیم نے جواب دیا کہ تمہارا لڑکا ابو عییر تھی جسی اشہد کی امانت تھا وہ امانت اشہد نے والیس لے لی ہے۔ ابو طلحہ کو اس پڑیعی رنج ہوا اور

کہا مجھ کو خبر کیوں نہ کی، اس کے بعد وہ حضور کی خدمت میں گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضور نے ان کے لئے دعا کی، جس کی برکت سے ان کے ایک اور لڑکا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا، ان عبد اللہ کے نو رٹکے ہوئے اور سب کے سب حافظ قرآن تھے۔

اسلام کی راہ میں قربانی حضرت سُمیہ حضرت عمر کی والدہ تھیں، یہ اپنے رٹکے اور شوہر کے ساتھ اسلام لائیں، جس کی وجہ سے ان کو دروتاک سزا میں دی جاتی تھیں، ان کو گرمی میں سخت سخت سزا میں سخت سزا میں دی جاتی تھیں، ان کو گرمی میں سخت و هوپ میں نکل کر وہی پر لٹایا جاتا تھا اور وہی کی نزدیک پہن اکران کو تپایا جاتا تھا۔ حضور اس حال میں ان کو دیکھتے تو صبر کی تلقین فرماتے۔

ایک بار حضرت سُمیہ کھڑی تھیں، ابو جہل جو بڑا شقی القلب اور اسلام کا جانی دشمن تھا، گزراء پہلے تو بُرا بھلا کہا اور پھر شخصہ میں بیتاب ہو کر برجھا مار دیا جو ان کے نازک حصہ پر چڑا، اس بجانب کا تسلیف کو بروڈاشت نہ کر سکیں اور انتقال فرمائیں مگر آخر دم تک اسلام پر جمی رہیں۔ اسلام کی راہ میں سب سے پہلے انھیں کی شہادت ہوئی۔

دین کی غیرت بڑی دولت ہے حضرت محوذ رضی اشہد عنہ ابو جہل کے قاتلوں میں سے ایک تھے، ان کی بیٹی رزیع غیرت دینی میں بڑھی ہوئی تھیں، ایک دن ان کے ہبھا اسما نامی ایک عورت عطر بخشنے آئی اور بالتوں باتوں میں ان کا نام اور والد کا نام پوچھ دیا۔ حضرت محوذ کا نام سننے ہی بول اٹھی اور ہوتم اپنے سردادر کے قاتل کی بیٹی ہو، اس جملہ کا مستنا تھا

کو حضرت زین کے تیور بدل کرے اور اسلام و مسلمان کے دشمن ابو جہل کو سردار نہ سن سکیں، فوراً ابوالانھیں، میں اپنے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں اس بات پر اسماں کو غصہ آگیا اور بولی مجھ پر تیرے ہاتھ عطر یچنا سراہم ہے حضرت زین بھی غصہ میں آگئیں اور کہا مجھ پر بھی تیر اعطر خویدنا سراہم ہے میں تیرے عطر میں بدبو محسوس کرتی ہوں۔

خدائی راہ میں خرچ کرنا ہی فتحت ہے | آج کی بی بیاں اپنا پسہ، اپنی خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہی فتحت ہے | آج کی بی بیاں اپنا پسہ، اپنی دولت، اپنے بدن کی زینت اور اپنے آزادم کی فکر میں صرف کرنی ہیں اور فرض سے مجت کی سب سے بڑی مثال | ایک صحابی خاتون حضرت عائشہؓ کی حضور سے مجت کی سب سے بڑی مثال | ایک صحابی خاتون حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کر ادیت کے حضرت عائشہؓ نے جھرہ شریفہ کو کھولا، اس خاتون نے زیارت کی اور روفی رہی اور روئے روئے انتقال ہو گیا عشق و مجت کی انتہا یہ ہے کہ مزار مبارک کی دید کی تاب نہ لاسکیں اور انتقال کر گئیں۔

کہ قول کرنے خرچ کیا کرو اور بامدد باندھ کرنے رکھا کرو، خوب خرچ کرنے لگیں اور اپنے گھر کی لڑکیوں اور دوسرے لوگوں کو بھی بھیجت کیا کر تیں، خود ان کی بین حضرت عائشہؓ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں مثال نہ رکھتی تھیں، صحیح اگر ہزاروں آتا تو شام تک رہنے نہ پاتا۔

مجاہدین کی خدمت بھی بھاد رہے | صحابہ کرام کی بی بیاں بھی اللہ کے راستے میں جان دینے، مجاہدین کی خدمت کرنے کا شوق اور جذبہ رکھتی تھیں، ام نبیا و رضی اللہ عنہما فرمائی تیس کشیر کی لڑائی میں ہم چھ سو تھوڑیں بھاد میں شرکت کے لئے چل دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو ہم کو

بلا یا اور غصہ کا اظہار فرمایا۔ تم لوگ کس کی اجازت سے کس کے ساتھ آئیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کو اون بننا آتا ہے اور بھاد میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ زندگوں کی دوائیں بھی ہمارے پاس ہیں اور کم سے کم مجاہدین کو تیر ہی پکڑنے میں مدد دیں گے اور جو بیمار ہو گا اسکی دوادیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میں کر ہم کو ٹھہرنا کی اجازت مراجحت فرمادی کتنی بڑی فتحت ہے بھاد میں شرکت کی شرکت اور مجاہدین کی خدمت۔

حضرت عائشہؓ سے مجت کی سب سے بڑی مثال | ایک صحابی خاتون حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کر ادیت کے حضرت عائشہؓ نے جھرہ شریفہ کو کھولا، اس خاتون نے زیارت کی اور روفی رہی اور روئے روئے انتقال ہو گیا عشق و مجت کی انتہا یہ ہے کہ مزار مبارک کی دید کی تاب نہ لاسکیں اور انتقال کر گئیں۔

اوپر گز دے ہوئے واقعات کو پڑھئے اور اپنی حالت کو دیکھئے کہ آج ہم کتنے دن سے غافل اور خدا اور رسول کی مجت سے خالی ہیں، نہ وہ ایشارہ ہے نہ وہ جذبہ قسم بانی نہ وہ خدمت کا دلول، نہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، ان صحابی بی بیوں کی تقلید ہی ہماری نثارج اور کامیابی کی ضامن ہے۔

حَسَنٌ  
بْنُ عَلِيٍّ  
عَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

## دَمَتْ يَزَدَان

نازش گئی، محسن انسانیت، سرپا فور، اسی ماہ مبارک میں  
مکفیر کی ظلمتوں کو توحید کی تنویر دل میں سینتا ہوا، اور سارے عرب کو  
بلقعہ انوار بناتا ہوا صفحہ ہستی پر نوادر ہوا۔ ایسا وجود جس سے زیادہ  
اشرف، جس سے زیادہ اکرم، ایک خاکی دنیا پر ظہور پذیر ہوا ہی نہیں،  
پغمبر آخر الزمال جس کی ہستی مبارک میں گذشتہ پیغمبر دل کی صفات بیکھا  
ہو گئی تھیں، حضرت عسیٰ کی مسیحائی، حضرت موسیٰؑ کی مجدد حقیقتی سے

ہم کلامی اور یادبینا، حضرت یوسف علیہ السلام کا بے مثال حسن، آپ  
کی ذات پاک میں محبت عالیہ ہو گیا تھا۔ قرآن مجید نے آپ کے بے نظر  
اخلاق کی شہادت دی اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ، جہاد میں بذات خود  
شریک ہوئے، زخم آئے لیکن کبھی بھی ابروئے مبارک پر تسلی ہڑ آیا۔  
کلیوں سے بھی زیادہ ققدس آب زندگی، پھولوں سے زیادہ حسین زندگی،  
فرشتوں سے بھی زیادہ سادہ زندگی! زندگی کا کون سا ایسا شعبہ ہے  
جس میں آپ نے امکیت اور افضلیت کے نشان نہ پھوڑے ہوں۔

پچھن سے غور کر کی زندگی، دنیا کے لہو و لعب سے بہت  
دور، پہاڑوں کے دامن کی خاموشی میں، کبھی غاروں کے اندر ہیرے

سکوت میں۔ آپ تنہا کئی کئی دن اسکے جہادت میں مشغول رہتے۔ اور یہی  
جہادت کے پیروں پر آماس ہو جاتا۔

خیلی ایسے کہ شخص اخلاق کریما نے سیکڑوں مشرکین کی گردیں دربار  
و سالمت میں ختم کر دیں۔ ایں ایسے کہ حضرت خدا بخوبی نے جو کہ نہایت  
دولت مند تھیں خود مکاح کی خواہش ظاہر کی، صبر ایسا کہ زمین و آسمان  
تھھڑا جاتے، شکر ایسا کہ کائنات جھوم آٹھتی، مسادات ایسی جس نے  
پاکیزگی اور طہارت کے لحاظ سے مدارج قائم کئے، حضرت بلاںؑ کو وہ  
رتیبہ فصیب ہوا جو کم ہی لوگوں کو حاصل ہوئے۔ گھر بلوے زندگی نہایت  
خوشگوار اور پر سکون جیسے دریا کے سکوت سے بزرگ زردا فی، جس میں منکر  
نہیں، شور نہیں، ملا طعم نہیں۔

عرب بھیے لک کی ببریت، سقا کی، درندگی اور حیوانیت کے  
زخار اور زیب سمندر کو ایک شیر میں، جاں بخش اور روح پروردہ پر حکیمت مہر میں  
تبديل کر دینا ہی کتنا بڑا معجزہ ہے، وہی آدم زاد درندے جو اپنی بچوں کو  
اپنے پاکتوں سے زندہ دفن کر دیتے تھے، اب کسی مسلمان کے ایک خار  
پھٹنے پر تڑپ جاتے، بیکل ہو جاتے اور جب تک اس کی تکلیف رفع نہ  
کر دیتے اطمینان کی سانس نہ لیتے۔ آپ کے مبارک وجود نے پھلے تمام  
عذابوں کا خاتمه کر دیا خصوصاً عورت بھی صدیوں سے با عذر، ذلت  
سمجھا جاتا، اس کی حقیقت ایک کھٹ پتلی سے زیادہ نہ تھی، عزت،  
عصمت، عفت اور عورت کے درمیان ایک زبردست تضاد تھا، ایک

غیجِ حائل بخی، چونکہ آپ ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے، اس لئے دنیا کی ہر شے آپ کی مرہون منت ہے۔ خصوصاً عورت جس پر عذاب بر س رہے تھے، اس رحمتِ یزدال کی آمد سے اس جا نگداز عذاب اور اور ذلت سے بخات پا گئی، سو سائٹی میں اسے مرتبہ حاصل ہو گیا، شوہر اور والدین پر اس کے حقوق مقرر ہوئے۔ یہ ہمیں اس رحمتِ یزدال کے وجہ کا باعث تھیں، آپ نے مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کی وہ روح پھوٹکی جس کی مثال ملنی بہت سکلا ہے، وہ جذبہ ایمان پیدا کیا کہ لوگ پہاڑوں سے ٹکرائے طوفانوں سے الٰہ بچائے اور سمندروں میں اپنے گھوڑے ڈال دیے، اس رحمتِ یزدال کا اسی ماہ مبارک میں ظہور ہوا، جس ماہ میں ہم اور آپ زیادہ سے زیادہ تر ہبھی جلسے کرنے کے خواہش مند نظر آتے ہیں۔ بعض لوگ ۱۲ زیست الاول کو چرانا کرتے ہیں اور مختلف طریقوں سے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن وہ لوگ جو ظاہری آرائش اور ترزیں پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز رکھتے ہیں وہ ذرا اس حقیقت پر بھی غور کریں۔

صرف سڑکوں کے چڑائی سے نہیں چلتا ہو کام

پچھہ دلوں کی روشنی کا بھی کیا ہے اہتمام؟  
جن کو واقعی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مجت اور علوق ہے وہ آپ کی پاکیزہ زندگی کے روشن اور تاباک نقشہ تدم پر چلنے کی سعی کریں۔

دنیا میں جس انسان کو کسی انسان سے مجت ہوتی ہے، وہ انسان اپنے

محبوب کے ہر کام کو پسند یوگی کی نظر دل سے دیکھتا اور اسی پر عمل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اگر واقعی یہیں سرور کائنات سے پچھہ تعلق ہے تو ہم بھی آپ کی ہر غادر تشریفہ کو اپنے لئے شمع راہ سمجھیں اور اسی شمع کی روشنی کے سہارے چلتے رہیں۔

خور تو کہجئے کہ صرف چند نعمتیں الجہ بنائے پڑھ دینے سے، اور ایمان و قیم سے خالی دلوں کے لئے محض تقریریں کر دینے سے جیسیں کیا فائدہ ہو گا پا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح بارک کم کس قدر خوشی ہو گی؟۔ سوچنے کی بات ہے! خدا یا اس کا پیغمبر ہماری پاؤں سے اور محض خوشامدوں سے خوش نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ ہم ان احکام پر عمل نہ کریں جو اس نے ہم پر عائد کئے ہیں۔ مسلمان ہونا اکسان نہیں ہے لیکن کہ ۵

چہ می گو یم سلما نعم بل زم

کہ دانم مشکلات لا اللہ را

مسلمان ہونے کا مقصد اور اتفاقاً یہی ہے کہ اپنے حرکت و عمل سے دنیا کو جگہا دیں اور زندگی کے ہر شعبہ کو اقوام عالم کے لئے ضیا پاش بنادیں۔ آئیے ہم اور آپ مل کر تحدی کریں کہ اس مبارک ماہ میں پیدا ہونے والے رسول کی عظیمتوں کا اعتراف نہ محض دل سے کریں بلکہ اپنے کردار سے ظاہر کریں کہ واقعی یہم کو خدا سے اور خدا کے رسول سے تعلق اور مجت ہے۔

انجام دے ہی لیتی ہیں — قطع نظر اس کے ہمارا طرز عمل دنیادی اور عارضی زندگیوں کے گزارنے کے لئے یہ ہے کہ ہم رسول اپنی اولاد کو مدرسون کا بھوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھاتے رہیں اُب کہیں جا کر ایک بچہ زندگی گزارنے کے لائق ہو سکتا ہے — ہائے افسوس! کیسی غفلت شعاری ہے، ہمارا

جذبہ دینی کس قدر سرد پڑھکا ہے اور ہم آنحضرت کو کس درجہ بھلا بیٹھھے ہیں کہ اس ابدی زندگی کے لئے کسی قسم کی باضابطہ تعلیم کا کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اصحابہ کرام پر قیاس کر کے آج کسی باضابطہ و نصابی تعلیم دینی ..... اور با شخصی تعلیم نسوان سے انعام کی بات آتی ہے تو بے ساختہ پھر زبان پر آ جاتا ہے ۔

تھے نہ جو خود راہ پر اور وہ کے ہادی ہو گئے کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا یہ کمال، اور تمام تفہیض آنحضرتوں عملی اشارة علیہ وسلم کی صحبت بارگفت آپ کی نظر کیمیا اثر اور آپ کی زبان دھی ترجمان کا تھا۔ کیا آپ نے نہیں پڑھا کہ کسی کو لعاب دہن بسا کر چھادیا، وہ بہترین شارح دین ہو گیا، کسی کو سینے سے چھٹا لیا تو گویا اس کا شرح صدر بھی ہو گیا، اور وہ صدر علوم بن گیا، کسی کو دعا دے دی اور آن کی آن میں تقدیر بدلتے کسی کو ایک بار پڑھا دیا تو وہ پھر بھولنے نہیں پایا تھا۔ سئونٹھے بدل گئی اسی کو ایک بار پڑھا دیا تو وہ پھر بھولنے نہیں پایا تھا۔ میر اخوندزادہ میں اسی طبقے معاشرہ میں رہتے آہی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ نماز پڑھ لینا اور قرآن خوانی کا معاملہ ہے وہ تو ہماری نافی دادی

دوشنا ختنہ بنت محمد زمان جمیوری

## دینی تعلیم سے کریز

عوام تو خواہم ہیں لیکن جب خواص کی طرف سے بھی یہ بات سننے میں آتی ہے کہ صحابہ کرام نے کس یونیورسٹی میں تعلیم پائی تھی؟ کس جامعہ میں حاضری دی تھی، انہوں نے کون کون سے مدرسون کی خال چھانی تھی، کہاں کہاں زانوے ادب آئہ کیا تھا؟

صدر اول میں جب ہمارا نظام تعلیم ایک چلتا پھر تا نظام العمل تھا تو پھر آج ہیں دینی تعلیم کے سلسلہ میں کسی خاص نصاب تعلیم اور ایک بجٹ میں انتظام خاص کی کیا ضرورت ہے ہا بس وہی طریقہ تعلیم آج بھی اپنا بجا بھی بنانا ہر یہ بات حقیقتی دل فریب اور خوش کرنے ہے، اتنی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ مقابل عمل ہے۔ معمولی سے تاکل اور خوردن کر کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت کے ظاہری عمل و معمول پر کسی قسم کا قیاس کر کے موجودہ نسل کی دینی تعلیم و تربیت سے دست بردار ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں۔

جن لوگوں کا خیال ہے کہ باضابطہ اور فرمائی تعلیم دینی کی کیا ضرورت ہے وہ تو چلتے پھرتے معاشرہ میں رہتے رہتے آہی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ نماز پڑھ لینا اور قرآن خوانی کا معاملہ ہے وہ تو ہماری نافی دادی

صحابہ کرام کو یہ دولت حاصل تھی، پھر کسی نصابی تعلیم کی تھیں ضرورت ہی کیا تھی؟

صحابہ کرام پر قیاس کر کے کسی باقاعدہ نظام تعلیم دین سے گزینہ کرنے طرف کو جہ کریں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام میں موجود تھے، اس نے کسی مشکل مسئلہ میں آپ سے رجوع کرنے آسان تھا۔ اور ابھائے صحابہ سے دریافت کر لینا بھی کوئی مشکل امر نہ تھا، ان کی تعلیم حستے پھرے اٹھتے بیٹھتے ہو جاتی تھی، اس کی تحصیل کرنے کوئی علاحدہ وقت و آنظام کی ضرورت مطلقاً نہ تھی، لیکن آج قرآن کی کوئی بات صاف سیدھی تحقیقی معلوم کرنا ہو تو کتنی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، اور اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو معلوم کرنا ہو۔ آپ کی کسی سنت کو تحقیقی طور پر دریافت کرنا ہو تو احادیث کی کتنی کتابیں پڑتی ہیں۔

صحابہ کرام کی زبان، قرآن و حدیث کی زبان، زبان عربی تھی جس میں قرآن کریم نازل ہو رہا تھا، جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرماتے ہیں۔ لیکن آج ہم ہمیوں کے لئے اصل نہاد علم دین مکاپ پر پختنے کے لئے سب سے پہلی پیزی یہی زبان ہے، عربی ادب و لغت کے لئے ایک ملماز نامہ چاہئے، تب بھی کامیابی اہل زبان کی سی مشکل ہی ہے۔ صحابہ کرام کا دہزاد موجودہ دور کا سامنا تھا، اس دور میں علم عمل کی تحصیل کا طریقہ رائج نہ تھا، سیاہی، قلم، پس دطباعت کی موجودہ سہوتیں بھیں شامل تھیں، نہ طریقہ تعلیم رائج ہو سکتا تھا۔ علاوہ بریں شربول کا حافظ ایک شہر میں لینا ہے۔

حقیقت ہے، جاہلیت کے اشعار علم الانساب وغیرہ ان کا کل علمی سرمایہ تھا۔ اور یہ سب سینہ پر سینہ منتقل ہونے آرہے تھے۔ قطع نظر ان حالات کے نصابی طریقہ تعلیم کی ضرورت اس لئے بھی اپنانے کی اس وقت نہ تھی کہ ابھی دین مکمل ہونے ہی کو تھا۔ دم بدم زوال وحی ہمدرہ ہاتھا، جاہلیت کی ایک ایک رسم کو تھرا جا رہا تھا، آہستہ آہستہ احکام اسلامی رائج ہو رہے تھے۔

هو الذى بعثت فى الاميين رسوله منهم يتلو عليهم  
ايتىه وين كيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة (جمع)  
وهي ہے جس نے بھیجا ایک رسول امیوں میں وہ پڑھتا ہے  
ان پر اسکی آئین اور ان کا ترکیہ کرتا ہو اور وہ سکھاتا ہو انکو کتاب اور حکمت۔  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم اول تھے، مرن کی تھے، پھر آئیت میں ترکیہ نفس کو  
تعلیم کتاب پر قدم حاصل ہو، فہم دین کیلئے جہاں اور شرطیہ میں وہاں ترکیہ نفس  
بھی اسکی ایک پہلی شرط قرار دی جا رہی ہے، اس لئے فہم دین ان کیلئے اس لئے  
آسان تھا کہ وہ پاک نفس تھے۔

ہمارے لئے ان حالات کے پیش نظر، اس کے سوا اور چارہ ہی کیا رہ جاتا  
کہ اپنی اولاد کو، اور زوجوں کو، صباہی، شبیہ، یا تمام دن کے دریمہ باقاعدہ دینی تعلیم  
دلائیں جس سے ان کا شعور جاگا ٹھھے، توحید الہی، حدود اللہ کو جان سکیں۔ اسی صورت میں  
جب کہ هر طرف بیدینی کا دور دورہ ہے۔ ہم کسی طرح اب دینی تعلیم میں تفافل نہیں بڑے  
سلکتے، آج ملت کے ایک ایک فرد کو طرف توجہ کرنا ہو اور اسکی بگڑ و رپنے ہاتھ میں لینا ہے۔

اُمّ سُجَيْلَةُ الْكَبَاد

# ایک خاتون کا ایمان افروز واقعہ سرگزجہ

ایمان سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے، دنیا میں سب سے ضروری چیز ایمان ہے، اگر ایمان راسخ اور مضبوط ہو تو دل مطمئن اور دماغ کو سکون ملتا ہے۔ اگر ایمان کامل ہو تو بڑی سے بڑی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

سچا مومن وہی ہے جو اللہ کے وعدوں پر پوچھتے اور بخوبی سہ رکھے۔ اس کا ایمان اور طوراً ہے جو صرف زبان سے اقرار کرے اور سب کام اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے خلاف کرے اور اس کے وعدوں سے لا پرواہی مرتے، اس کے احکام پر عمل کرنا گران گز رے، پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کے تمام شعبوں کیلئے مکمل ضابطہ اخداد و تہذی اپنے پاس رکھتے ہوئے ذردوختی اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش میں لگا رہے۔ مبارک تھیں وہ ہستیاں، جن کو ایمان کامل حاصل تھا، جن کے ایمان کے طفیل آج ہم بھی مسلمان کہلانے کے مسخر ہیں، تاریخ میں

# روضہ اطہر کے سامنے

سلام اے فخر آدم اور فخر سرتوں انسانی  
سلام اے والی کوڑ شفیع امیت عاصی  
سلام اے مظہر علم وہ براست شمع ایمانی  
سلام اے روف کعبہ سلام اے زینت طیبہ  
ہوا پر نور ملکہ آپ کی فیض ولادت سے  
پڑا پر قویں پڑی جس دم شعاع نوریجانی  
نظر بھر کر کوئی کب بیکھتا تھا شکل نوری  
کر سُن کر کان پر تھا دشتے داں ایوان سلطانی  
تری آمد سے ان کا زور گھٹ کر ہو گیا پانی  
ہزاروں بادشاہ جن کا دلوں پر خود طاری تھا  
چلا جنت کا بادل کجھ سے اٹھ کر تینسر کو  
کھلا قسم کہ کاشانہ بنا گنج رہالت کا  
زہیں کے بخخت جاگے کی قبول ائمہ جو عجائی  
سہانی صبح طیبیہ ہوش طیبیہ نوریانی  
نفر آئی زان کو خستہ تباہ کی تباہی  
محمد ایسی بحقیقت پر بہاؤ پھل سُجانی  
زہی قسمت مری آنکھوں نے دیکھی جنت شانی  
زہ پر کرم نکل جائے تو میرا بخخت جاگائی  
سلام اس خستہ دل کا نظور فرائیں  
زہی قسمت اگر مقبول ہو جائے شناخوانی  
سلام اک پر جی جو پانی میں اکرام فرمادیں

اب اس کی نظر میں فرعون فرعون تھا، خدا نہ تھا۔ ایک کمزور محروم آئے فرعون کی فرعونیت پر چلنے جا رہی ہے، فرعون کی بندی نہیں، اب وہ خدا کی بائیمان بندی کی حیثیت سے دربار میں پوچھی تو فرعون بیٹھا تھا، اس کا رحیب دبدپ نظروں کے سامنے تھا، دنیا کی سب سے بڑی طاقت ظالم چاہدے۔ اور ایک کمزور، محروم محروم کا مقابلہ تھا۔ چند منٹ میں جو سجن آموز واقعہ ہونے والا ہے وہ نظروں کے سامنے تھا۔ ایک خدا کی بائیمان بندی کو فرعون نے اپنے زخم خدا تی میں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے سجدہ کرتے سے انکار کر دیا، کیونکہ اب ان کو حقیقی خدا میں کیا تھا، ان کا دل نور ایمان سے منور ہو گیا تھا، اب یہ اپنے حقیقی خدا کے سامنے سجدہ رکھیں۔ ان کی نظروں میں فرعون کی جھوٹی خدا تی کی پچھلی حقیقت نہ تھی، فرعون نے ایک قبر کو بگاہ ڈالی اور پوچھا:-

”کیا موہی کے خدا پر تو بھی ایمان لائی ہے؟“

ایبی ان کے دل میں فرعون کا ڈر نہ تھا، فرعون جیسے ظالم چاہدے کے سامنے خدا کی بندی نے اپنے ایمان دل سے افراد کیا۔ یہ سننے ہی فرعون غیرظا عضب میں بھر گیا، ہلے ڈرایا دھکایا، جب ڈر اور خوف سے ہر ایمان نہ ہو میں تو لا جج دیا مگر ارش تعالیٰ نے انہیں ایمان کا مل سخطا کیا تھا، لارج سے بھی متاثر نہ ہو میں تو ایک بڑے ثنوں کے دھکانے کا حکم دیا۔ اس وقت اس ایمان والی بندی کے لئے سخت امتحان کا وقت تھا، ان کی نظر میں اس وقت صرف سچے حقیقی خدا پر تھیں، اس کے

ایمان اور یقین کی کامیابی کے عجیب و غریب واقعات ملتے ہیں، جسے پڑھ کر آج عقل بیرون ہے۔ ایمان والی مہستیوں کو سمندر کی موجیں ہر ایں نہ کر سکیں۔ نہ پہاڑوں کی سر بلکچہ جو ٹیاں خوف زدہ کر سکیں، کفر اور ظلم کی آمد ہیں اور طوفان ان کے قدموں کو متزلزل نہ کر سکے نہ شاہانہ دنیا کے دفعہ دبدبے ان کے ایمان کو مرتکب کر سکے نہ دنیا کے عدیش د طبع لای رکھ دے سکے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف بتوت سے سرفراز فرما کر فرعون اور اس کے ساتھیوں کو ایمان کی تلقین کر دے۔ وہ دونوں پیغمبر علیہما السلام فرعون کے پاس آئے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی ہدایت کی اور چند خوشخبریاں سُنا میں، فرعون کے طلب کرنے سے چند مجرمے بھی ظاہر فرمائے، مگر فرعون ایمان تو کیا لاتا، اللہ کے دوستوں کا دشمن ہو گیا۔ لیکن چند خوش نصیبوں کو ایمان نصیب ہو گیا، ان ہی خوش نصیبوں میں فرعون کی خادم بھی شامل تھی۔ فرعون کو جب خادم کے ایمان لانے کا حال معلوم ہوا۔ تو گھبرا گیا کہ اب گھر میں بھی میرے خلاف بغاوت پیدا ہو گئی۔ خادم کو دوبار فرعونی میں طلب کیا۔

اسی فرعون نے آج اس کو طلب کیا تھا، جس کے عقیدت سے اس کا سر خود بخود بچکا جاتا تھا، جس کے سامنے حاضر ہونے سے کانپ جاتی تھی، مگر اب اس پر حجہ و باطل کا انکشاف ہو گیا تھا

وندوں پر پورا یقین اور بھروسہ تھا، تو قریب کردیکھ اٹھا تو انھیں  
زندگی کی خوف وہر اس ان پر طاری نہ ہوا۔ بس اپنے خدا  
لکھایا گیا، مگر ذرا بھی خوف وہر اس ان پر طاری نہ ہوا۔ سے کوئی نگاہ  
کے سے اس سے ملنے کی منتظر تھیں، فرعون نے پہلے ان کے  
پڑے بیٹے کو تنور میں ڈالا اور با پھر ان کو خوف زدہ کیا مگر آگ کی  
پلکیں ان کے ایمان کو ڈرانہ سکیں، پھر یکے بعد دیگرے دو بیٹوں کو  
زندگی کی قدم صراطِ مستقیم سے نہ ہٹے، اب  
گود کے پنجے کی باری تھی، اس مرتبہ وہ کانپ اٹھیں، مگر خدا کی قدرت  
سے گود کے پنجے نے تسلیں دی اور جنت کی بشارت دی۔ پھر چند  
منٹ کے بعد ان کو بھی تنور کے حوالے کر دیا، اس قافی دنیا سے  
با ایمان بی بی نے رخصت ہو کر بقا کے جامد دانی حاصل کی اور اپنے  
خالت سے جا لمیں۔

دنیا کا شہنشاہ فرعون ایک مکروہ ناظر حمورت کی ایمانی طاقت  
سے شکست لھا گیا، اپنے سامنے سرنہ بھکلو اسکا، وہ فرعون جیسے ظالم  
جا بر، سفال اور بھوٹے خدا کے سامنے اپنے ایمان میں کامیاب  
ہو گئیں، وہ اپنی خدائی طاقت ختم کر چکا تھا، اب اس کا قهر غرض  
بھی لختندا پڑ چکا تھا۔

امنے اپنا سر نہ بھکایا، اپنے ایمان کی خاطر اپنے سب بچوں کو  
زندگی کی خود اپنا ایمان سلامت کر خود بھی دیکھی ہوئی  
آگ کے سپرد ہو گئیں۔

آج نہ فرعون ہے نہ فرعون کی ظالمانہ بھوٹی خدائی، فرعون  
غرق ہو چکا لیکن فرعونیت آج بھی زندہ ہے، معلوم نہیں کس فرعون کا  
دل پر قبضہ ہے کہ ایمان و یقین کی نعمت سے دل سرد ہوتے جائے  
مسلمان دین و اسلام سے غافل ہو گئے۔ احکام خدا و اطاعت رسول  
سے بے پرواہ ہو ہے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم آزادی اور اطمینان سے مجبود حقیقی کی عبادت  
کر سکتے ہیں، اپنی زندگی اپنے معبود کی رضی کے مقابلے گزار سکتے ہیں  
احکام دین کی پابندی کر سکتے ہیں، کسی کا ڈر اور خوف نہیں، کسی کے  
ظلم و شدید سے ہراساں نہیں، لیکن تاہم ہماری آنکھوں پر، دلوں پر  
اور دماغوں پر غفلت کے ایسے پردے پڑے ہوئے ہیں کہ انھیں  
اپنی حالت کا احساس تک نہیں، خدا مسلمانوں کو نفس و شیطان سے  
نجات دے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے  
مالا مال کر دے۔ اسلام پر زندگی بسر ہو۔ ایمان پر خاتمه ہو۔ آمین

خط و کتابت کے وقت اپنا نیر خیرداری اور اپنا پرہ صاد خوشحال کیجئے

وہ بھی عنودت تھیں، ہمارا ایسا کمزور دل رکھتی تھیں مگر ایمان اور  
یقین کی اتنی پختہ تھیں کہ فرعون جیسے ظالم اور بھوٹے خدا کے

# ایک عجیب واقعہ

حضرت عبدالرشد بن مبارک کا معمول تھا کہ وہ ایک سال حجج کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جب کہ میرا حج کا سال تھا میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادہ سے چلا، اور کوفہ میں جس بڑگھرے اور کوئی خوشی نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں پہنچا تاکہ ارادہ خریدوں، وہاں میں نے دیکھا کہ گھورے پر ایک مری ہوئی بٹا پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پاس مجھی ہوئی اس کے پر نوع رہی ہے میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کر رہی ہے وہ کہنے لگی جس کام سے تھیں کوئی واسطہ نہیں اسکی تحقیق کی کیا ضرورت ہے مجھے اس کے کہنے سے پچھلے سوچ سا ہوا تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا، وہ کہنے لگی تھا ہے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور رہی کر دیا۔ میں سیدانہی ہوں، میرے چار لاکیاں ہیں، ان کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے پچھلے نہیں چکھا، ایسی حالت میں مُرد احلال ہے یہ بٹا لے جا کر ان لاکیوں کو کھلانا دیں گی۔ لب مبارک کہنے ہیں شنبہ اپنے دل میں نہ امانت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلا، اس نے پھیلانی، میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں اس کی گود میں

ڈال دیں، وہ سر جھکاے مجھی رہی۔ میں وہ اشرفیاں ڈال کر لپنے گھر چلا آیا اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب جاجج فراخ غت کے بعد واپس آئے، میں ان سے ملا تو جس سے میں لٹھا اور یہ کہتا کہ حق تعالیٰ شانہ تھا راجح قبول کرے دیجی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تھا راجح قبول کرے اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہیں ہاں فلاں جلد تم سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں بڑی سحرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے راٹ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعد اشد تعب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کتا رہے، اب تجھے خستی مار ہے چاہے حج کرنا یا نہ کرنا۔

(فضائل حج)

اس واقعہ میں ہمارے آپ کے لئے اکٹی پہلو ایسے ہیں جو سبھی حاصل کرنے کے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا، اللہ در رسول کو کتنا پسند ہے اور یہ عمل دینی اعتبار سے بھی اور اخلاقی سعادت سے بھی کتنا بلند اور اجر و ثواب کا باعث ہے لیکن ہمارے اندر بھاں اور بہت سی خرابیاں ہی بھی خرابی ہے کہ دوسروں کی مدد کرنا اور حسن سلوک کرنا اپنے دل میں نہ امانت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلا، اس نے پھیلانی، میں نے وہ پانچ سو اشرفیاں اس کی گود میں تو عیش و تنہم میں دولت خرچ کرتے ہیں، اپنے بیاس، اپنے زیور،

وہ کو چیزیں خور کریں اور اس کو نمونہ بنانے کے اٹھی کو حاصل کریں۔

اپنے کھانے پینے، سیرہ تفریح میں دولت لڑادیتے ہیں اور جن کو اللہ نے دین کا شوق دیا ہے، ان میں بھی اکثر ایسے ہوتے ہیں جنکا ذہن اپنی عبادت کی طرف جاتا ہے مثلاً فرعون حج ادا کرنے کے بعد بار بار وہ حج کرنے ہیں اور فخر سے اپنے حج کی کثرت کو بیان کرتے ہیں کہ تم اتنے حج کرچکے ہیں، حالانکہ ایسے موقع پر جب ہمارے گھرانے تک میں فقر و فاقہ کرنے والے لوگ موجود ہیں بار بار حج کرنا اور ان غریبوں کی طرف توجہ نہ کرنا کوئی مسمی نہیں رکھتا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک جو اپنے وقت کے ایک بڑے عالم، محدث کے بزرگ زیدہ بندے تھے، اپنے اس عمل سے ہم کو سبب دیتے ہیں کہ اصل اسلامی عمل نفلی حج سے زیادہ مصیبت تر دادہ لوگوں کی مدد ہے اور ان کے اس عمل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشته راضی اور خوش ہوئے اور ائمہ قوائی نے اس عمل کو کتاب پسند فرمایا۔ اگر ہم اپنے اور پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے خوبیوں ملنے والوں عانے پچانے اور آنحضرت نے لوگوں کی مدد کریں، ان کی مصیبتوں کو مدد کرنے کی فکر کریں تو اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہو گا۔ آئی ہر خاندان میں ایسے افراد موجود ہیں جو پریشان حالتی کی زندگی کر رہے ہیں جو کہ کھانا کھانے کو فریت رہے ہے نہ پہنچنے اور ٹھنڈے کے سامنے باکھ کھپڑا نا شرم کی بات جانتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے ساتھ حُسن سلوک کرنے کے متعلق قرآن اور حدیث میں ہذا جو بتا یا گیا ہے۔ یہ واقعوں خواہ کیلئے قابل تقلید ہو جو اپنی دولت اپنے زیورات کے بناء سنبھارنے میں لگاتی رہتی ہیں

# ای صاحبِ عرش بریں

امة العزيز صاحبہ (والدہ حستہ ثانی)

ای صاحبِ عرش بریں اے خالق دنیا و دنیا اؤں  
شسر قمر او نس ق جاں پل پھول خیں پیا  
قبحہ میں شیرے در جمال اور ہیں کہیں ولا اکمال  
نادان بخی دنا کہیا پسی میں بخی بالا کیا  
مجھ کو دکھا تو نیک اہ ہونے نہ یاؤں میں تباہ  
ملک میں ایسا نہ کہ ماری پھر دنیں در بند  
ہوں غم و میدہ نیم جاں میدے مجھے اپنی اہ  
دل میں لگا اپنی لگن آباد رکھیں را پس  
فلکوں کو قہرہ ایال کر بہتر مرابحال کر  
شفقت کا تو باکھ آج رکھ رحمت کا ترین کو  
حق سے مجھے تھوڑ کر مجھ کو نہاب رنجو کر  
تیری کریں میں بندگی میری زندگی  
وقت نزع آرام ہو بہتر مراجیاں ہو  
محشر میں ہو میرا گرد ہو سامت ایڑا اگر  
بے آسردیں کے آسرا اے ڈوبتوں کے ناخدا  
تیرے کرم کا درست ناچیز کی من لے دعا

سابقہ برس کی نسبت میں ۳۲ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔

سویڈن :- میں خلاف قانون صبی جرائم کرنے والے نوجوانوں نے دوسرے جوان اور بالغ لوگوں سے چھ گنا زیادہ تعداد میں جرائم سرزد لئے ہیں۔

لندن :- میں تشدد کی جملہ دار داٹوں میں سے ۳۲ فیصدی دار داٹیں اور جرائم آٹھ سے بیس برس تک کے لڑکوں اور لڑکیوں نے کئے ہیں۔

ویگر ہمالک میں بھی حالات ان سے مختلف نہیں ہیں، لطف کی بات یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا جرم نہیں ہے جو یہ لوگ نہ کرتے ہوں چوری، دھوکہ، فریب، جعل سازی، قتل و خون سے لے کر مجرمانہ جملوں تک ہر کام یہ کرتے ہیں، ان بالنوں نے اپنے خطرناک گردہ بھی بنارکھے ہیں اور یہ مل کر باقاعدہ پلانگ سے بھی جرائم کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہوتلوں اور ناکٹلبوں میں بھی انہوں نے کئی لرزہ خیز جرائم کئے ہیں۔

مغربی برلن :- میں ۱۰۸ فسادات ایسے ہوئے ہیں جن میں ۲۲ ہزار کم اخوذ کیا گیا تھا۔ یہ دار داٹیں صرف ۲۴ ماہ کے نزصہ میں ہوئی ہیں۔

اسٹرالیا :- میں نوجوان طبقے کے یہ جرائم کرنے والے لوگ ایکجھی ہیں اور ان کا راماغ بھی اس سلسلہ میں بہت زیاد تیز ہے۔

برطانیہ کے پچھے بھی اس سلسلہ میں کسی ملک کے پچھوں سے کم نہیں ہیں وہ اخلاقی جرائم کے زیادہ تر تکب ہوتے ہیں، خیال کیا جاتا ہے کہ برطانیہ میں نوجوان راٹکیوں کو خراب کرنے میں نوجوان یا نابالغ یا شتم جوان قسم کی روکیاں خطرناک ردیں ادا کرتی ہیں۔ (زاٹیشا" لاہور)

## یہ فرنگی تہذیب

گذشتہ دنوں لندن میں یونلیکٹڈ ایشنلز م کا انگریزی میٹنگ میں سے ضروری پہنچ نوجوان راٹکیوں کی جانب غصب تھی، اس میٹنگ میں ۶۹ ہر مالک کے ماہرین نے شرکت کی اور اس امر پر بحث کی تھی کہ ان نوجوان راٹکیوں اور راٹکیوں کا سردار کیسے کیا جائے جن کی عمر ۱۳ سے ۱۹ برس تک ہوتی ہے جسے برطانیہ دا لے (TEDDY) راٹکیاں کہتے ہیں، جو منی میں ان کا نام HAL STAR (جنی نیم بالغ ہوتا ہے اس طرح ہر مالک میں انہیں مختلف نام دئے ہوئے ہیں۔

اس کا انگریزی سے میرسل ۵ برس تک اس سلسلے میں تحقیقات کرتے رہے ہیں اور اس کمیں جا کر انہوں نے اس مسئلے کو اچھے ہیں رکھا ہے ویسلہ بہت ضروری ہے تیرہ موزہ تک تمام مالک کی روپریں پڑھ کر سنائی گئیں اور پھر ان پر خور کیا گی۔ اس سلسلے میں جو اعداد و شمار اکٹھے کئے گئے ہیں وہ انتہائی سنسنی خیز اور لرزہ خیز ہیں اور ہر مالک میں حکومت پولیسیں اور جیل کے افران سے مل کر اس سلسلہ میں تحقیقات کی کمی تھی، یہ اندزادہ لگایا گیا ہے کہ اگر امریکہ میں والدین اسی طرح اپنے نوجوان پچوں سے غفلت برستے ہے تو ۱۹۷۵ء میں دس لاکھ پچھے عدالت کے سامنے پیش ہوں گے۔

شویاک :- میں قتل و خون کی وارداتوں میں ۹۵۰۵۱ء کے قدران میں

کریں گے تو اسیں بھی وہی خرابی ریا و نمود و اشتہار و افتخار کی موجود ہے  
د(۳)، بعض مقدار دوائے چاندی کے قلم دوائے چاندی کی تخفیٰ پر لکھا کر بچہ کو اس میں  
پڑھواتے ہیں سونا چاندی کا استعمال خود کرنا یا دوسرے کو کرنا خواہ بڑا ہو  
یا پچھوٹا سب کو حرام ہے۔<sup>(۱)</sup>

(۴)، بعض لوگ اسوقت بچہ کو غیر مشترع بس پناتے ہیں، رسمی فدوی کا یا  
کسم دخفران کا رجھا ہوا۔ ایک گناہ یہ ہوا۔

(۵)، کینوں کا اور دھانیوں کا اسی میں بھی فرض سے برہ کر حق مجھا جاتا ہے  
جو مردار کہ جس طرح ہوادا کرو درنہ نکونو، بھیر اکسی کے مال یعنی با ریا، اکسی کو  
دینے کی بُرا فی اور پرگز رچلی ہے، بھی نوقوفی کے قابل ہے پس جب لوگ  
بولنے لگے اس کو کلمہ کھلاو جیسا کہ مجمع البخار اور شرح شرعة الاسلام اور ابن  
اسنی میں منقول ہو اور شرح شرعة الاسلام میں ان آئتوں کی تلقین کو زیادہ کیا  
فعالی اللہ الملک الحق آخر سورۃ هو اللہ الذی تک اور لا اللہ الا هو ما آخر سورۃ

(۶)، تقسیم شیرینی کا لازم سمجھنا اس طرح کا اسکے ترک کو موجب بد نامی ہانت  
سمجھیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ محض اداۓ شکر مقصود نہیں در  
اداۓ شکر کی بہت سی صورتیں ہیں ان میں جس کو چلتا ہے تکلف اختیار کرتا  
کبھی کھانا کھا دیتا، کبھی غریب محتاجوں کو نعلہ یا نقہ تقسیم کر دیتا کبھی کسی  
مسجد پادرس میں ادا کر دیتا، اور کبھی جب گنجائش نہ ہوتی زبانی شکر یا  
ایک آدھ آدمی کا کھانا دیکھ رکھا کرتا، تمام عمر ایک طریق کی پابندی  
کرنا صرف راجح کی وجہ سے کر اسکے خلاف کرنے سے لوگ مطعون

حضرت مولانا اشرف علی حسب تھا ذی

## مکتب کی رسم

مکتب کی رسم... جس طرح اہتمام والتر ام کے ساتھ لوگوں میں  
شائع ہے، اس میں یہ خرا بیان ہیں۔

(۱)، چار برس چار ہینے چار دن کا اپنی طرف سے مقرر کر لینا جس کی کوئی  
عمل نہیں پائی اگری جیسا کہ خالمه مجمع البخار میں شیخ علی منتظر کافتوی  
اس معمول کے بے عمل ہونے میں منقول ہے۔ پھر اس کا اہتمام اور  
اصرار کہ جس طرح ہواں کے خلاف نہ ہونے پاوے اور سخواہ تو اسکو  
ام شرعی سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے حقیقت میں فساد اور شریعت کے  
احکام میں دیکھ سکے کا ازدواج دایکھا دلازم آتھا ہے۔

(۲)، تقسیم شیرینی کا لازم سمجھنا اس طرح کا اسکے ترک کو موجب بد نامی ہانت  
سمجھیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ محض اداۓ شکر مقصود نہیں در  
اداۓ شکر کی بہت سی صورتیں ہیں ان میں جس کو چلتا ہے تکلف اختیار کرتا  
کبھی کھانا کھا دیتا، کبھی غریب محتاجوں کو نعلہ یا نقہ تقسیم کر دیتا کبھی کسی  
مسجد پادرس میں ادا کر دیتا، اور کبھی جب گنجائش نہ ہوتی زبانی شکر یا  
ایک آدھ آدمی کا کھانا دیکھ رکھا کرتا، تمام عمر ایک طریق کی پابندی  
کرنا صرف راجح کی وجہ سے کر اسکے خلاف کرنے سے لوگ مطعون

(۱)، یہ مسئلہ صرف مردوں کے لئے ہے خود توں کے لئے جائز ہے۔

# گھر ملوجہ شکل

بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو دیکھنے میں کوئی خاص حیثیت نہیں کھلتی۔ لیکن ان کا گھر میں رہنا نہایت مفید اور کار آمد ہے اور بعض دفعہ وہ ایسی کام آتی ہیں کہ اگر کسی رد پیہ خرچ کے عجائب تو ان جیسی افادتیں ہوتی ہیں کہ چھوٹے بڑے گھر میں ان چیزوں کا رہنا سکھڑ کی بات ہے۔

لشون:- لستن عام طور پر کھانے میں کام آتا ہے لیکن وہ صرف کھانے کی چیز نہیں بلکہ مختلف مراض میں یہ بڑا کام دیتا ہے۔ مثلاً اس کے کھانے سے جوں انہاں سے انکی تقریر کرتے تھے حتیٰ کہ سی۔ آفی۔ ڈمی والے بھی انکی تقریر میں کھو جاتے تھے اور تقریر لکھنے سکتے تھے، خدا نے ان کو بے بہانہ سے نوازا تھا، ان کا نام میرزا

پیاز:- یہ بھی بڑی کار آمد چیز ہے۔ بعض دفعہ یہ بڑی کام آتی ہے۔ اسکے گھر میں رہنے سے بڑے فائدے ہیں سخت گرمی میں لو سے حفاظت انجاتی ہے۔ برسات میں اگر بیچنے بہت آتے ہوں تو لالہین یا بجلی کے بلب سے لکاد بجھے اور بیچنے کے ذریعے اس کا استعمال اکثر بیماریوں میں مفید ہوتا ہے۔

سرک:- سرک کو حضور نے فرمایا ہو نعم الادام الخ سرک بہت ہی اچھا شور ہے اور ۲۳ سال کی عمر میں اپنے پاک پھور دکارے جاتے اندھہ دانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ اس پاک نفس اور باطل لکن شخصیت کو اپنے جوارِ رحمت میں لے۔ رضوان مرتبہ ووچا تھا کہ انجارا کے ذمہ دار کے انتقال کی اندھہ تک بخوبی۔ ادارہ رضوان ان کے پہمانہ کان کے غم میں شرک ہے۔

# مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری

ہندستان اور پاکستان میں کون ایسا مسلمان ہو گا جس نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام نہ سٹاپ کیا اُن سے وقت نہ ہو گا، اب سے چند سال پہلے تک سارے ہندستان میں ان کا طوطی بولتا تھا، وہ جلسہ میں پوچھ جانے تھے ساری خلقت اس میں امند جاد و بھری انکی تقریر ابھی تک دلوں کو مسحور تباہ ہوئے ہے کوئی ایسی مشاہدہ نہیں ملتی کہ کوئی انکی تقریر سے اکٹا کر لٹھا ہو، اپنے پڑائے، دوست دشمن سب کیاں طور پر دھپی اور انہاں سے انکی تقریر ناکر تھے حتیٰ کہ سی۔ آفی۔ ڈمی والے بھی انکی تقریر میں کھو جاتے تھے اور تقریر لکھنے سکتے تھے، خدا نے ان کو بے بہانہ سے نوازا تھا، ان کا نام میرزا پڑا گیا اور بیخطاب بالخلص صحیح تھا، انہوں نے اپنی زندگی میں ملک و ملت اور اسلام کی بڑی خدمت کی تھی، قادریانیت ان سے پناہ مانگتی تھی، وہ اپنے زمانہ کے داحدیب اور خوش بیان مقرر تھے مجلس احرار کے بیڑا اور بیڑا آنے اوری کے قائدوں میں ایک تھے شاہ عبدالعزیز کے رہنے والے تھے، تقسیم کے بعد ملٹان (پاکستان) چلے گئے۔ آخر سفر میں بڑے افراد ہو گئے تھے، کئی بار فانی کا حمل ہوا۔ آخری حملہ کو روشنی کر کے سکے اس پاک نفس اور باطل لکن شخصیت کو اپنے جوارِ رحمت میں لے۔